مدینۃ المسیح

ایوان خلافت حضرت اولوالعزم الحمدللہ کہ بخیر و عافیت ہیں۔ اس ہفتہ میں غالباً ۲- اپریل ۱۹۱۴ء ایک مسجد کی بنیاد آپنے رکھی جو قادیان میں ڈاکٹر عبداللہ صاحب کے مکان کے متصل ہے۔ یہ مسجد غیر آباد ہو گئی۔ اور بے غیرتی سے بعض لوگ اسمیں مویشی باندھنے لگے۔ آخر اب پھر مسجد کو آباد کرنے کی طرف توجہ ہوئی ✚

صبح خواتین میں درس فرماتے ہیں اور عصر کے وقت رجال میں۔ آپنے ایک درس میں مسیح موعود اور آنحضرت صلعم کے درجے کی نسبت نہایت مبسوط تقریر فرمائی اور بتایا کہ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد اور یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است میں وجہ توفیق کیا ہے اور دونوں میں شاگرد و استاد کی نسبت ہے اور باوجود اس کے یہ بھی صحیح ہے کہ من فرق بینی و بین المصطفٰے۔ فما عرفنی وما رأی۔ چودہ اپریل مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ پر ایک لمبی تقریر فرمائی اور بتایا کہ چونکہ آنحضرت صلعم مظہر صفات جمالی و جلالی ہیں۔ اس لئے ہر ایک نام کے پہلے مصداق وہی ہیں۔ مگر یہ پیشگوئی مسیح موعود کے بارے میں ہے مفصل طور پر درس میں یہ تقریر آجائیگی

۱۲- اپریل حضور نے ۹ بجے سے گیارہ بجے تک خلافت کے فرائض پر تقریر فرمائی۔ اس کے علاوہ آپ ہر طرح سے شیرازۂ جماعت کو قائم رکھنے میں مشغول ہیں۔ خدا تعالےٰ ہمارے بھائیوں کو اتحاد و اتفاق و اعتصام بحبل اللہ کی توفیق دے ✚

اہل بیت تمام اہل بیت مسیح موعودؑ میں خیر و عافیت ہے۔ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب و صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب دونوں امتحان دینے والے ہیں برادران مخلصین سے دُعا کی درخواست ہے ✚

۲- جناب میر ناصر نواب صاحب سفر میں ہیں میر محمد اسحٰق صاحب واپس تشریف لے آئے ہیں ✚

واعظین مفتی محمد صادق صاحب مولوی محمد سرور شاہ صاحب باہر سفر میں دورے پر ہیں اور بہت کامیاب دورہ رہے ہیں۔ شیخ غلام احمد صاحب۔ حافظ روشن علی صاحب قادیان میں موجود ہیں ✚

الفضل کا مستقبل الفضل کو ایک ناگوار بحث میں حصہ لینا پڑا۔ چونکہ ہمارے بھائیوں نے ہم پر سختی کی۔ اس لئے لازمی طور پر بعض ایسی باتیں بھی لکھنی پڑیں۔ جو ان واقعات پیش آمدہ کو الگ رکھ کر مستحسن نہیں قرار دیجا سکتیں

اب چونکہ تفصیلاً ہر بات کا جواب دیا جا چکا ہے اس لئے آیندہ صرف نئے اعتراض کا جواب دیا جائے گا۔ اور اخبار کے مضامین پہلی طرح حصوں پر تقسیم ہونگے ہفتہ میں تین بار ۲۴ صفحے حجم سے جو خرچ زائد پڑ رہا ہے یہ تمام خریداروں سے بذریعہ وی پی علاوہ چندہ سالانہ کے وصول کیا جائے گا۔ اور آیندہ کی نسبت یکم مئی سے معلوم ہو سکے گا کہ اخبار ہفتہ وار ہے یا ہفتہ میں تین بار چھپیں دوبارہ لکھی جا رہی ہیں اس لئے تمام خریداران الفضل اپنے اپنے پتے صحیح کرالیں اور بعد میں شکایت نکریں ✚

مدرسہ احمدیہ مدرسہ احمدیہ میں باقاعدہ پڑھائی یکم مئی سے شروع ہو جائیگی۔ وہ لوگ جو اپنی اولاد کو خادم دین بنانا چاہتے ہیں وہ ایثار سے کام لیں اور اپنا ایک نہ ایک بچہ اس سکول میں پڑھنے کیلئے بھیجدیں۔ ہر ضلع کی انجمن کیطرف سے ایک نہ ایک لڑکا تو بالضرور دین سیکھنے کیلئے آنا ضروری ہے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے طلباء امتحان کیلئے جانے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انھیں کامیاب فرمائے ✚

متفرقات ۱۵ کی شام کو بارش ہوئی اسوقت کہ فصلیں پک رہی ہیں۔ بارش سے نقصان کا احتمال ہے ✚

بہت خوشی کی بات ہے کہ کام کی کثرت کی وجہ سے الخبش مشین پریس کیلئے انجن بھی منگوالیا گیا ہے۔ امید ہے کہ چھپوائی کے کام میں بہت

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

لاہوری پیام پر ایک نظر

خدا تعالیٰ اتمام حجت کر رہا ہے

قربان جاؤں اپنے مولیٰ کے۔ منکران خلافت جو اعتراض کرتے ہیں اور جیسا اصل پر اس کا جواب چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ویسا ہی جواب مہیا کر دیتا ہے مگر یہ ایسے حضرت ہیں۔ مانتے ہی نہیں پہلے کہا کہ خلیفۃ المسیح کی مانینگے۔ ہم نے کہا بہت اچھا۔ جب انکی تحریریں پیش کیگئیں۔ تو کہنے لگے انجمن کی کثرت رائے۔ ہمنے کہا اچھا یونہی سہی۔ جب کثرت رائے بھی دکھا دی تو کہنے لگے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی تحریر لیں سو وہ بھی پچھلے دو نمبروں میں مع تشریح شائع کی جاچکی ہیں لیکن انسان جب ایک صداقت کا انکار کرتا ہے۔ تو پھر اسے بہت سی صداقتوں کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ اب بما کذبوا من قبل کی وجہ سے نہ تو حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کو مانتے ہیں۔ نہ آپکی الوصیت کی عبارت کو۔ مگر وہ ابھی سے گھبرا نہ جائیں۔ ابھی انشاء اللہ حضرت اقدس کی بہت سی تحریریں ہیں جن کا انکار انکی قسمت میں لکھا ہے مفصلہ ذیل ڈائری ملاحظہ ہو +

الحکم ۱۴۔ اپریل ۱۹۰۸ء صوفیا نے لکھا ہے۔ کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونیوالا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کیطرف سے اسکے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اسکو مٹاتا ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا۔ کہ آپ کو خوب علم تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دیگا۔ کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا۔ اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔ حضرت مولانا المکرم سید محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے الہام میں بھی تو یہی مضمون ہے الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم۔ اور آیت استخلاف میں بھی اللہ نے اسناد لیستخلفن اور لیمکنن کی اپنی ہی طرف فرمائی ہے۔ نہ کہ رسول کی طرف۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے۔ الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہٗ۔ اور ایک اور الہام میں یوں آیا ہے کہ مثلک درٌ لا یضاع ان الہامات سے ہماری کامیابی کا بین ثبوت ملتا ہے +

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرما دیا ہے۔ کہ رسول کے بعد جو زلزلہ آتا ہے۔ تو انجمن کے ذریعہ نہیں۔ بلکہ کسی خلیفہ کے ذریعے مٹتا ہے۔ اور وہ خلیفہ اللہ تعالیٰ مقرر فرماتا ہے۔ اسی طرح میرے بعد خلیفہ ہوگا۔ پھر جیسا کہ آپ لوگ کہتے تھے۔ کہ خلیفۃ المسیح کی بیعت صوفیا کی طرز پر کی تھی۔ اس لئے شیخ کا لفظ بھی فرما دیا۔ کہ اس لحاظ سے بھی خلیفہ کی ضرورت ہے اب کہو۔ اعتراض کی کیا گنجائش ہے۔ اور کیا کسر باقی ہے۔ بس یہی۔ کہ میں نہ مانوں گا۔۔

خلیفہ کی نافرمانی کس نے کی

اس گروہ نے کی۔ ہاں اسی گروہ نے کی۔ جس نے اس الوصیت کو پس پشت ڈال کر اس کا کوئی جانشین آجتک نہیں بنایا۔ اور اب کچھ کرو گے۔ تو وہ مثنے کہ بعد از جنگ یاد آید کا مصداق ہوگا۔

پھر میں کہتا ہوں۔ اس گروہ نے کی جو اس مقدس انسان کو جسے تم لوگ مہدی بھی کہتے ہو۔ اب جماعت کو گمراہی کے رستے پر لیجانیوالا کہہ رہے ہو۔ دیکھو پیام صلح نمبر ۱۱۵۔

پہلا فقرہ! پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ مولوی نور الدین صاحب مرحوم (ماشاء اللہ کیا ادب ہے) کو رسول کا مرتبہ دیتے ہیں کیا ممکن نہیں۔ کہ یہ غلطی اُن کو بلکہ تمام قوم کو لگ گئی ہو +

دوسرا فقرہ! کورانہ تقلید سے بچو۔ اگر ہمیں کہدیں۔ کہ جناب مولانا نور الدین صاحب نے الوصیت پر عمل نہیں کیا یا قوم سے چوک یا غلطی ہوگئی ہے۔ تو اس سے ان کے تقدس میں فرق نہیں آسکتا +

تیسرا فقرہ! پس اسی طرح اگر غلطی ہوئی۔ تو کوئی ہرج کی بات نہیں +

دوسرے الفاظ میں بیان لیا گیا ہے۔ کہ مسیح موعود کی وفات کے بعد معاً سب کی سب قوم گمراہ ہوگئی۔ حضرت علامہ نور الدین رضی اللہ عنہ نے نہ صرف خود غلطی کی۔ بلکہ ساری جماعت کو بھی گمراہی میں ڈالا۔ پھر اس پر تحکم کیا۔ اور اصرار سے اپنے خطبوں میں بیان کرتے رہے۔ کہ میں ایسا ہی خلیفہ ہوں۔ جیسے ابوبکر و عمر رضؓ۔ افسوس!! یہ کلمات اس شخص کے قلم سے نکلے ہیں۔ جو خلفاء کے منکرین کا مقابلہ کرنیکا دعویٰ رکھتا ہے۔ اب کہتا ہے۔ کہ خلیفہ کی خلافت کا سلسلہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ حدیث میں صاف آیا ہے ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ اور مسیح اپنے آپ کو بروز محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرار دے رہا ہے۔

پھر اوپر کی ڈائری اور حمامۃ البشریٰ کے ارخلیفہ قٌفِی خلفائہٖ

اور الوصیت سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کے لئے خلفاء کا سلسلہ ضروری تھا۔ بہرحال یہ الفضل کی دوسری فتح ہے۔ کہ اس نے جو لکھا تھا۔ یا تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ یا مان لو۔ کہ چھ سال گمراہ رہے اور خلیفۃ المسیح نے غلطی کی۔ سو آخر پیام نے مان لی۔ کہ واقعہ میں ہم گمراہ رہے۔ اور اس گمراہی پر منافقت و مداہنت سے پردہ ڈالتے رہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

اب معاملہ اظہر من الشمس ہوچکا ہے۔ اب منافقت اور مداہنت سے اس پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔

پھر لکھا ہے۔ کہ کیا امام ناکام گذرا تھا۔ جو کسی خلیفہ کی ضرورت ہو۔ تو کیوں صاحب کیا نبی کریم صلعم ناکام گذرے تھے۔ جو انکی وفات کے بعد معاً ابوبکر و عمر رضؓ کی ضرورت پیش آئی۔ اور صحابہ نے کسی مامور من اللہ اور ضرورۃ حقہ کا انتظار نہ کیا یا پرانے خیالات عود کر آئے ہیں۔ فیا اسفی علے قوم ضلوا بعد اذا تاھم الحق۔ چھ سال گمراہ رہنے کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور پھر کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ شاید آپکو معلوم نہیں۔ کہ خدا کا اپنے نبی سے وعدہ تھا۔ کہ وہ مصلح موعود ۹ سال کے اندر پیدا ہوگا۔ تریاق القلوب حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ پیدا ہوچکا۔ پس ہزار سال کا انتظار کیوں کیا جاتے۔ غرض نافرمانی کی تو اسی گروہ نے۔ جو کسی فرد واحد کو جانشین تسلیم نہیں کرتا پھر اس نے جس نے خلیفۃ المسیح کے حضور میں اپنی ساری عمر کو پیش کیا۔ اور یہ حکم ملنے پر کہ پھر دیر کیا ہے۔ صبح ہی ولایت چلے جاؤ۔ اس سے پہلوتہی کی۔ اور دوسرے روز مولوی شیر علی صاحب

ولایت بھیجنے کے متعلق اصل واقعات

حضرت خلیفہ اول کی بیماری کے ایام میں خواجہ کمال الدین صاحب کیطرف سے درخواست آئی تھی کہ مولوی صدر الدین صاحب کو میری امداد کیلئے بھیجا جاوے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول نے مولوی صدر الدین صاحب کو کہا کہ ہم آپکی عمر کے چھ مہینے مانگتے ہیں اسکے جواب میں مولوی صدر الدین صاحب نے فرمایا کہ حضور! ساری عمر حاضر ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ دیر کیا ہے؟ تو مولوی صدر الدین صاحب نے طیاری کا وعدہ فرما کر طیاری بھی شروع کر دی۔ جب یہ خبر مولوی محمد علی صاحب کو پہنچی تو انھوں نے مولوی صدر الدین صاحب کے ولایت تشریف لیجانے کو پسند نہ فرمایا۔ اور حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں یہ عرض کیا۔ کہ مولوی شیر علی صاحب طیار ہیں انکو بھیجدیا جائے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے حسن ظن سے اور حضرت خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ کے خیال کو دوسری طرف منعطف فرمانے کے خیال سے مولوی شیر علی کا طیار ہونا بیان کر دیا تھا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا حکم صریح تو مولوی صدر الدین کے متعلق تھا۔ پھر خواجہ کمال الدین صاحب کا تار آیا جسمیں لکھا تھا۔

Review enlarged Send Sadardi[n]

یعنے ریویو بڑھا دیا گیا ہے صدر الدین کو بھیجدیں۔

یہ تار مفتی محمد صادق صاحب لیکر حضرت ممدوح کے پاس پہنچے تو وہاں انکے قریب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور خلیفہ رشید الدین کھڑے ہوئے تھے مفتی صاحب نے تار مرزا یعقوب بیگ صاحب کو دیدیا۔ اور کہا کہ یہ تار حضرت کو سُنا دو۔ مرزا صاحب نے تار لیکر حضرت کے حضور میں عرض کیا کہ "حضور

خواجہ صاحب کا تار آیا ہے وہ دعا کیلئے درخواست کرتے ہیں"

اسپر مفتی صاحب نے کہا کہ اصل تار سُناؤ یہ جو آپ کہتے ہیں تار میں کہاں لکھا ہے تو پھر ڈاکٹر صاحب نے کھسیانے ہو کر دوبارہ عرض کیا کہ "حضرت! خواجہ صاحب کا **تار آیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ کوئی آدمی بھیجدیا جائے"** جسے اسوقت کے حاضرین نے بہت ناپسند کیا اور سمجھا کہ وہ مولوی شیر علی صاحب کو نکالنا چاہتے ہیں اور صدر الدین کے جانے کو پسند نہیں کرتے اس لئے وہ ڈرتے ہیں کہ اگر صدر الدین کا نام لیا جائیگا تو شائد حضرت صاحب صدر الدین ہی کو بھیجنے کی تاکید کردیں۔

یہ واقعہ صحیح ہے۔ اور اس کے گواہ موجود ہیں +

(۱) میں حلفیہ اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہوں۔ خلیفہ رشید الدین ایل ایم ایس سول اسسٹنٹ سرجن پنشنر

(۲) خاکسار معراج الدین عمر +

کیا کسی سے قسم مؤکدبہ وعید لعنۃ اللہ علے الکاذبین لینا مباہلہ کرنا ہے

پیام چونکہ آئے دن بہتان باندھتا رہتا ہے۔ اس لئے ہم نے بعض واقعات کے بارے میں لکھا تھا۔ کہ فلاں شخص قسم مؤکد بہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین کھاجائے۔ اسپر ہمیں کہاجاتا ہے۔ کہ ہم گویا اپنے بھائیوں سے مباہلہ کرتے ہیں۔ جو ناجائز ہے۔ وہ ذرا تریاق القلوب کھولیں صفحہ ۲۳ پر شیخ حامد علی کو اور صفحہ ۳۴ پر عبداللہ صاحب (جنکو ایک میرے مخلص لکھا ہے) پٹواری کو اور صفحہ ۱ پر پیران دونوں کو۔ اور صفحہ ۴۷ پر مولوی محمد علی صاحب کو ایک نشان کا گواہ ٹھہراتے ہیں۔ اور ہر ایسے شخص کے لئے فرماتے ہیں۔ کہ اس سے حلفاً ہر ایک طالب حق دریافت کرسکتا ہے۔ اور حلف وہی ہوگی۔ جس کا نمونہ نمبر ۲ میں ہم بیان کرچکے ہیں اور صفحہ ۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔ مگر میں کئی دفعہ اس رسالہ میں لکھ چکا ہوں۔ کہ ہر ایک قسم کھانے والے کی قسم مطابق نمونہ نمبر ۲ کے ہوگی۔ صفحہ ۹۳ پر ایک مخلص دوست سلسلہ کے نہایت درجہ کے حامی اور صادق الاخلاص کے بارے میں ایک نشان لکھا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ وہ اس واقعہ کی تصدیق کرسکتے ہیں۔ لیکن حلف نمونہ نمبر ۲ کے مطابق ہوگی +

اب نمبر ۲ کی حلف بھی دیکھ لیجئے۔ صفحہ ۲۳ تریاق القلوب

اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ یہ تمام واقعہ حق ہے۔ ولعنۃ اللہ علے الکاذبین۔

اب بتاؤ۔ کہ ان تمام مخلصین سے حضور مغفور مسیح موعود نے مباہلہ کیا۔ پیامیوں کے لئے کتنی شرم کی بات ہے۔ کہ وہ اپنے امام کی کتابوں سے ایسے ناواقف ہیں +

صدر انجمن کا اجلاس

ناظرین ہدایت بھیجنے کے متعلق اس واقعات کو مدنظر رکھکر اب اس اجلاس کی بات سنیں۔ جو پیام میں غلط طور پر پیش کی گئی ہے۔ مولوی شیر علی صاحب نے پہلے رخصت کی درخواست دی تھی۔ اور پھر انہوں نے واپس لینے کی درخواست دی۔ جو منظور ہو گئی۔ اور اس وقت یہ بارہ کے بارہ ممبر بیٹھے تھے اور ان کے مواجہ میں یہ فیصلہ ہوا۔ کہ مولوی شیر علی صاحب کی رخصت منسوخ کی جائے۔ تو یہ سوال پیدا ہوا۔ کہ اب ان کو عہدوں پر بھی بحال کیا جائے۔ یعنی ریویو کی ایڈیٹری۔ اور صدر انجمن کا سکرٹری شپ اس وقت یہ چند لاہوری ممبر جو سیکرٹری شپ کا چارج ماسٹر صدر الدین صاحب سے اپنے بعض مصالح کی بنا پر واپس نہیں دلانا چاہتے تھے۔ بول اُٹھے۔ اور پھر اٹھ کر باہر چلنے لگے۔ تو پریزیڈنٹ نے کہدیا۔ کہ اچھا ہم آپ کی خاطر یہ سوال روک دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ماسٹر صدر الدین صاحب نے جو اسوقت بحیثیت سیکرٹری ڈیوٹی پر تھے ابھی کہا۔ کہ اب تو انہوں نے سوال روکدیا۔ آپ بیٹھ جائیں۔ تو وہ نہ بیٹھے اگر خلیفۃ المسیح کی نافرمانی کا سوال تھا۔ تو انہیں اس وقت اٹھ جانا چاہئے تھا۔ جب مولوی شیر علی کی رخصت کی منسوخی کا سوال درپیش تھا۔ اس وقت تو اس بحث میں حصہ لیا۔ اور ایک پرائیویٹ معاملہ قرار دیا۔ لیکن جب سیکرٹری شپ کا سوال اٹھا۔ تو پھر اٹھنے کے یہ معنی ظاہر ہیں۔ کہ انہیں اپنے مفاد میں کسی موہومی خلل کا اندیشہ تھا۔ حالانکہ ان کی خاطر سے باوجود اس بات کے کہ سیکرٹری نے بعض ممبروں کی مکرر درخواست کرنے پر بھی بعض کاغذات پیش نہیں کئے تھے۔ چنانچہ آخر میں اپنی یہ غلطی تسلیم بھی کرلی۔ یہ کہدیا گیا۔ کہ اچھا ہم یہ سوال نہیں چھیڑتے۔ پھر نواب صاحب ان کو منانے بھی گئے۔ تو بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اگر یہ غلط ہے تو شیخ رحمت اللہ صاحب اپنی حلفیہ شہادت شائع کریں۔

سب سے بڑا جرم مسیح موعود کا رشتہ دار ہونا!

کسی خدا کے برگزیدہ سے روحانی تعلق رکھنے کے علاوہ اگر جسمانی قرابت بھی حاصل ہو جائے۔ تو آدم سے لیکر آجتک ہم نہایت فخر کی بات سمجھی جاتی ہے۔ لیکن پیامیوں کی نظر میں یہی سب سے بڑا جرم ہے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا سب سے بڑا جرم ہے۔ تو یہ ہے۔ کہ وہ کیوں مسیح موعود کا بیٹا اور پھر موعود بیٹا ہے اور کیوں خدا نے اُسے اپنے کلام میں فضل عمر فرمایا۔ ہمارے دوست ہمارے بھائی اپنی طبیعت کے مذاق کے لحاظ سے واقعی بہت تکلیف میں ہیں اور ہمیں ان سے اس بارے میں خاص ہمدردی ہے۔ مگر کیا کیا جائے کہ صاحبزادہ صاحب کے بس کی بات نہیں۔ یہ تو خدا نے ہی ایسا چاہا۔ ایسا ہی اگر نواب محمد علی خانصاحب اور خلیفہ رشید الدین صاحب اور صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب کو تعلقات قرابت ہیں۔ تو ان کا اس میں کیا قصور ہے۔ یہ تو خدا نے ان پر ایک رحمت کی۔ اگر کسی کو اس سے جلن پیدا ہوتی ہے۔ تو اس کی قسمت۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ ان بزرگوں پر کسی بے قاعدگی کا الزام نہیں لگا سکتے۔ کوئی قصور ان کے ذمے نہیں تھوپ سکتے تو یہی بار بار کہتے ہیں۔ کہ ممبران انجمن میں زیادہ حصہ صاحبزادہ صاحب کے رشتہ داروں کا تھا۔ سو اب اس جرم کے مجرم تو ہو چکے۔ اس کا کیا کریں +

پیر منظور محمد صاحب کا اشتہار

پیر صاحب کا اشتہار مکرر پڑھو انہوں نے پہلے اس وعدے کا ذکر کیا جو حضرت مسیح موعود سے تھا۔ کہ آپ کی اولاد اور بالخصوص بشیر ثانی کو خلیفہ بنایا جائیگا۔ اور پھر اس واقعہ کو پیش کردیا۔ کہ بشیر ثانی۔ فضل عمر۔ محمود۔ خلیفہ ہوگیا۔ اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ جیسے رافضی ابوبکرؓ و عمرؓ کے خلیفہ ہو جانے کا انکار نہیں کرسکتے۔ پیر صاحب نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ حضرت صاحبزادہ ذریت میں سے وہ شخص ہیں جس کا ذکر الوصیت کے حاشیہ پر ہے۔ بلکہ وہ تو انہیں خلیفہ ثابت کر رہے ہیں۔ اور خلیفہ کے لئے وحی کی شرط نہیں۔

ہاں خدا نے خلیفہ بنایا۔

لاہوری پیام کہتا ہے کہ کیا صاحبزادہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ انہیں خدا نے خلیفہ بنایا۔ بیشک صاحبزادہ صاحب کا دعویٰ ہے کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا۔

اور ایسے خلیفے کے لئے یہ شرط نہیں۔ کہ سب کے سب مان لیں۔ کیا وعدہ لیستخلفنھم کے نیچے حضرت عثمان حضرت علی خلیفہ نہیں تھے۔ ضرور تھے۔ خود خلیفۃ المسیح نے ایسا فرمایا۔ مسیح موعود نے اس آیت کو پیش کرکے خلفاء اربعہ کی خلافت کا ثبوت دیا۔ حالانکہ سب مسلمانوں نے انہیں نہیں مانا۔ باقی رہا رعب۔ سو کیا یہ لازمی شرط ہے۔ پھر خلیفہ ثانی کے رعب کے کیا کہنے۔ کہ تم لوگ اس کے اختیارات کے متعلق خلافت اول ہی سے نوحہ کرنے لگے تھے +

تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ

کیا جو تمہیں کافر کہتا ہے۔ وہ نماز نہیں پڑھتا۔ روزہ نہیں رکھتا۔ حج قبلہ نہیں۔ کلمہ گو نہیں سمکم المسلمین

کے ماتحت نہیں بلکہ الحق الیکم اسلام میں داخل نہیں۔ پھر سے تم کافر کیوں کہتے ہو؟ اگر حدیث کی ماتحت تو ہم قرآن مجید کی ماتحت دیکھو پارہ ۲۵۔ رکوع اول۔

مسیح موعود نے اپنے آخری خط میں بھی لکھا۔ جو اخبار عام میں چھپا۔ ۲۶۔ مئی کو، کہ میں نبی ہوں۔ اس کا کوٹیشن یہ ہے۔

"میں خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک کہ میں دنیا سے گذر جاؤں"

اب بتاؤ کہ یہ صحیح ہے۔ اگر کہیں اپنے متعلق نبی کا لفظ لکھا بھی۔ تو اس کے ساتھ ظلی۔ بروزی۔ جزوی۔ امتی کا لفظ لکھ دیا پھر یہ تو ذریعہ حصول نبوت ہے۔ اصل نبوت (من حیث ہی ہی) میں تو دو تشریعی و غیر تشریعی سے کوئی فرق نہیں۔ نبی کے مدتر میں نبوت ہی نہیں آتی۔ خلافت بھی ایک رتبہ ہے۔

کیا حضرت مسیح موعود نا کام گئے

حضرت مسیح موعود نے اپنی عمر بھر کی محنت اور دعاؤں سے اپنے پیچھے چار چیزیں چھوڑیں

۱۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب جن کے بارے میں فرمایا۔ کہ قبر میں میری ہڈیاں اس کی شکر گذار رہیں گی۔

۲۔ انجمن۔

۳۔ طبقہ علماء و صلحاء

۴۔ سواد اعظم ؁

ان چاروں نے آپکی وفات کے بعد یہ قطعی فیصلہ کیا۔ کہ سلسلہ کا انتظام خلافت قائم رہیگا۔ اور الوصیت کا یہی مطلب ہے کہ ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کیجائے۔ اور وہ تمام جماعت و انجمن کا مطاع ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ چھ سال تک یہ سب گمراہ رہے۔ جس کے دوسرے الفاظ یہی معنے ہیں۔ کہ آپ نا کام گئے جو بالکل غلط ہے؀

خلیفہ کا ذکر الوصیت میں

کیا حضرت مسیح موعود نے یہ نہیں فرمایا کہ نبی کی وفات کے بعد دوسری قدرت (قدرت ثانیہ) کا ظہور ہوتا ہے۔ اور گیا یہ نہیں کہا۔ جیسے نبی کریم صلعم کے بعد ابو بکر۔ اور پھر یہ نہیں فرمایا۔ کہ سو اب ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور میرے بعد چند اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر

ہونگے۔ پھر کیوں کہا جاتا ہے۔ کہ ہم نے ۱۲ اپریل کے الفضل میں اپنی طرف سے عبارت لکھ دی۔ اور ہم نے کب دعوے کیا تھا۔ کہ یہ الفاظ بعینہٖ ایک جگہ ہیں ؀

منشی عمر الدین صاحب شملوی کی دوبارہ بیعت

منشی عمر الدین کی ایک چٹھی ۱۲۔ اپریل کے پیام میں چھپی ہے۔ مگر ایک چٹھی سید المومنین کے حضور میں آئی۔ کہ میں بیعت کرتا ہوں۔ پیام میں کوئی چٹھی چھپے۔ تو بیعت سے پہلے کی سمجھی جائے ؀

احمدی جماعت کا پہلا اجماع

ہم نے لکھا تھا کہ پہلا اجماع احمدی جماعت کا اس بات پر ہوا ہے۔ کہ خلیفہ ایک ہونا چاہئے اور اس خلیفہ کی بیعت تمام نئے پرانے ممبروں پر ضروری ہے۔ اور الوصیت کی عبارت کے یہی معنے ہیں۔ اب اس کا یہ جواب کہ اس وقت اختلاف عقائد نہ تھا۔ فضول ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ جن امور پر اجماع ہو چکا۔ اب اس کے خلاف کیوں عقیدہ بنا لیا۔ اسمیں حضرت صاحبزادہ صاحب کے عقائد متعلق کفر و اسلام کا سوال نہیں۔ بلکہ سوال تو الوصیت کی عبارت کے معنوں کا ہے جواب کچھ اور بنا لئے گئے ہیں ؀

پیام کا حملہ مولوی محمد علی کی دیانت اور تقوی پر

پیام لکھتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو یہاں تک تنگ کیا گیا۔ کہ آخر ان کو اپنے امام کی پیاری جگہ قادیان کو خیر باد کہکر لاہور آنا پڑا ؀

ناظرین کو معلوم ہوگا۔ یا اب ہونا چاہئے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب صدر انجمن احمدیہ کے باقاعدہ ملازم ہیں۔ اور . . . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . اور انجمن کا کوئی ملازم بلا اجازت اپنے ہیڈ کوارٹر کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پیام کہتا ہے۔ کہ وہ قادیان کو خیر باد کہکر لاہور آچکے ہیں۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا انہوں نے کوئی استعفا اپنی ملازمت سے صدر انجمن احمدیہ میں دیا۔ اور وہ منظور ہو چکا ہے۔ کیونکہ خیر باد کہنا تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ وہ پہلے ملازمت سے قطع تعلق کر لیں۔ یا باقاعدہ طور پر انجمن سے اجازت لے لیں۔ ورنہ بصورت دیگر اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ جان بوجھ کر انجمن کے قواعد کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ جو ان کی دیانت و تقوی پر حملہ ہے۔ اور ہم ان کو ایسا نہیں سمجھتے۔ پیام نے مولوی محمد علی صاحب کی پوزیشن کو نہایت نازک کر دیا۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اسے صاف کرے ؀

ایک [illegible]

ماسٹر صدر الدین صاحب کی ایک قربانی تو ہم نے ظاہر کر دی تھی۔ . . . . . . ایسے . . . . اس کے علاوہ جو بے نظیر قربانیاں اور تمام دنیاوی فوائد پر لات ماری ہے۔ وہ ظاہر فرماویں۔ مگر بجائے اس کے ہم پر افترا کیا جاتا ہے۔ آجکل انہیں ہٹانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ لعنۃ اللہ علے الکاذبین بہر حال اس سے آپکے ارادے ظاہر ہو گئے ہیں

سلسلہ کے اندرونی دشمن

پیام نے سچ کہا ہے سلسلہ کے اندرونی دشمن واقعی بہت خطرناک ہیں۔ پہلے انہوں نے ایک گمنام ٹریکٹ شایع کیا حضرت خلیفہ اول کو اس سے بہت دکھ پہنچا۔ پھر اس کی تردید کروائی۔ پھر ویسے ہی مضمون ان کی وفات پر شایع ہوئے۔ اور یوں نئی بنائی جماعت میں تفرقہ ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو صراط مستقیم کی ہدایت کرے ؀

لاہور میں ایک نئے مجدد کا ظہور

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ۱۴ اپریل کا پیام دیکھ کر حیران ہوں۔ کہ اسمیں صفحہ ۳ پر موٹا لکھا ہے۔ مجدد الدین حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب۔ خدا اس گروہ کے حال پر رحم کرے۔ یہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر بھی اب ہاتھ صاف کرنے لگے ہیں۔ پہلے نبی ہونے سے انکار کیا۔ پھر مسیح کو صرف صفاتی نام قرار دیا۔ اب مجدد میں دوسروں کو شریک کیا ؀

درخواست دعا

عنقریب ۲۰۔ اپریل کو پنجاب یونیورسٹی انٹرینس کا امتحان ہونے والا ہے جسمیں بہت سے احمدی طلباء ظاہر ہونگے۔ درخواست ہے کہ سب احمدی طلباء کیلئے احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان سبکو کامیاب کرے ؀ والسلام

(شکر اللہ خان۔ احمدی۔ سیالکوٹ)

جنازہ غائب آکیرا ایک نوجوان بہنوئی اور والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ کا بعارضہ نمونیہ دفعتاً انتقال ہو گیا۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں

۲۔ مسماۃ اللہ جوائی زوجہ چوہدری حسن محمد نمبردار احمدی ساکن شادیوال خورد۔ ضلع گجرات کیلئے جنازہ غائب کی درخواست ہے ؀

مسٹر عطاء الرحمٰن ایم - اے پروفیسر راجشاہی کالج نے بیعت کر لی

سیدنا ومطاعنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی دام ظلکم ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' - مولی کریم کا ہزار شکر ہے - کہ اس نے مجھے ابتلا سے نکالا - اور آپکے زمرۂ مبایعین میں داخل کیا - (کیونکہ مجھے یقین ہے - کہ آپ میری درخواست بیعت کو قبول فرمادیں گے ۔)

حضرت مولوی محمد علی صاحب کی بہت عزت میرے دل میں ہے - لیکن میری تحقیق یہ ہے کہ وہ سخت غلطی کر رہے ہیں - اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرماوے - آمین ۔

خلافت کو لغو اور غیر ضروری قرار دینا جماعت کو ہلاکی کی طرف لیجانا ہے - لاہور والوں نے ایک انجمن اشاعت اسلام قائم کی ہے - مگر ویسی صدہا انجمنیں پیشتر سے موجود ہیں - جب خلیفہ اور امام ہی نہیں رہا - تو ایسی انجمن کی کیا خصوصیت رہی؟ ممکن ہے کہ جب تک مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے رفقاء موجود ہیں یہ انجمن کچھ کام کرے - لیکن ان کے بعد آنیوالی نسل میں کچھ بھی جوش اسلامی باقی نہ رہیگا - برخلاف اس کے خلافت کے قائلین کا جوش خدمت دین انشاء اللہ ویسا ہی رہیگا - کیونکہ ان میں ایک نمونہ ہمیشہ موجود رہیگا -

۱ - میں حیران ہوں - یہ نتیجہ کیونکر نکالا جاتا ہے - کہ مسیح موعود مثیل مسیح ہیں - اس لئے اُن کے بعد خلیفہ کیسا؟ حالانکہ شہادۃ القرآن صفحہ ۴۴ میں صاف لکھا ہوا ہے ۔

" احادیث سے یہ ثابت ہے - کہ زمانے تین ہیں - اول خلافت راشدہ کا زمانہ - پھر فیج اعوج جس میں ملک عضوض ہونگے - اور بعد اس کے آخری زمانہ جو زمانہ نبوت کے نہج پر ہوگا یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ میری امت کا اول زمانہ اور پھر آخری زمانہ باہم بہت ہی متشابہ ہیں - اور یہ دونوں زمانے اس بارش کی طرح ہیں - جو ایسی خیر و برکت سے بھری ہوئی ہو - کہ کچھ معلوم نہیں - کہ برکت اس کی پہلے حصہ میں زیادہ ہے - یا پچھلے میں " ۔

۲ - پھر لوگ " قدرت ثانی " کے عجیب عجیب معنے کر رہے ہیں حالانکہ اس سے مراد خلفاء کا سلسلہ ہے - شہادۃ القرآن میں آیت استخلاف کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمایا ہے کہ " خدا تعالیٰ نے اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرمایا ہے " ۔ الوصیت کی عبارت اور شہادۃ القرآن کی عبارت کا مقابلہ کرنے سے چشم بصیرت رکھنے والوں پر قدرت ثانی کے معنے صاف کھل جائیں گے ۔

الوصیت	شہادۃ القرآن صفحہ ۵۷ و ۵۸
تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے - اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے - کیونکہ وہ دائمی ہے - جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا - اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں - لیکن میں جب جاؤنگا - تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجدیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی ...... اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے - جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے ۔	خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے - اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں - لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا - کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام وجودوں سے اشرف اور اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے - سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا - تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے ۔ ....

۳ - ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون کے معنے جو آپ نے بیان کئے ہیں - وہی معنے حضرت مسیح موعود نے بھی بیان فرمائے ہیں - صفحہ ۴۸ - شہادۃ القرآن میں مسیح موعود نے لکھا ہے -

" بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں - پھر جو شخص ان کا منکر رہے - وہ فاسقوں میں سے ہے " ۔

یہاں لفظ اُن کا موجود ہے ۔

۴ - خاتم الخلفاء - اور خاتم الاولیاء کے معنے سمجھنے میں بھی لوگ غلطی کر رہے ہیں - خاتم الانبیاء سے جب ہم یہ معنے لیتے ہیں - کہ نبوت کے سارے دروازے بند ہوگئے ہیں ، سوائے محمدی دروازہ کے - تو خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء کے کیوں یہ معنے نہ کریں - کہ خلافت اور ولایت کے دروازے مسدود ہوگئے ہیں بجز مسیح موعود کے دروازے کے ۔ خلافت مطلق کا دروازہ کہاں بند ہوا ۔

۵ - جو لوگ خلافت احمدی کے منکر ہیں - وہ ذیل کی سطور کو غور سے پڑھیں جو حضرت خلیفۃ المسیح اول نے مسیح موعود کی وفات کے بعد تحریر فرمائی تھیں - (دیکھو ریویو - بابت جون جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۳۷ -)

" ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر -

یہاں آیت کا لفظ ایک وسیع لفظ ہے - انسانوں پر بھی بولا جاتا ہے - دیکھو اللہ تعالیٰ ایک ویران بستی پر گذرنے والے کو مخاطب کر کے فرماتا ہے - ولنجعلک آیۃ للناس یہاں اس گذرنے والے کو آیت فرمایا ہے - جو لوگ دنیا میں مامور ہو کر آتے ہیں - وہ بھی آیت اللہ ہوتے ہیں - اور ان کا اس دنیا سے کوچ کر جانا ان کے عنصری وجود کی نسخ ہوتی ہے - بلکہ ایک زمانہ ایسا بھی آتا ہے - کہ بعض آیات بھول بھی جاتی ہیں - لاکن رحمت الٰہیہ نأت بخیر منھا او مثلھا - ہم کو عمدہ تسلی بخش ہے - جس پر ہم ایمان لاکر یقین کرتے ہیں کہ آپکی اولاد سے آپ سے بہتر کان اللہ نزل من السماء یا کم سے کم آپکی مثل آنیوالا ہے - اور نسخ کے ایسے وسیع معنے لینے میں سید عبد القادر الجیلانی جیسے بزرگ ہمارے ساتھ ہیں " ۔

۶ - اس پرچہ ریویو کے صفحہ ۲۴۱ کے حاشیہ میں مولوی سید محمد احسن صاحب آیۃ - افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ - ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ کے معنے کرتے ہیں - اور یتلوہ شاھد منہ سے خلفت صالح اور خلفاء کا قائم ہونا جو مؤیدین سلسلہ کے ہوں مراد لیتے ہیں ۔

۷ - مسئلہ کفر و اسلام کا حل صفحہ ۱۶۳ کتاب حقیقۃ الوحی سے ہو جاتا ہے ایک شخص سوال کرتا ہے -

" پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں - کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا - اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے " ۔

اس سوال کے جواب میں حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں -

" یہ عجیب بات ہے - کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں - حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے " - پھر اسی صفحہ کے حاشیہ میں صاف لکھتے ہیں -

" جو شخص مجھے نہیں مانتا - وہ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھہراتا ہے - اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے یہ تو صاف بات ہے - ہم کسی کو کافر نہیں کہتے - مگر خود کردہ را چہ علاج ؟ مکذب اور مکفر ایک ہی قسم کے لوگ ہیں - ایک اپنے عمل سے تکفیر کرتا ہے - اور دوسرا قول سے - اور تکفیر مسلم کا نتیجہ کفر ہی ہوتا ہے ۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ - اس میں دو باتیں آگئیں - یا مفتری علی اللہ کافر ہے - یا اس کی تکذیب کرنیوالا کافر ہے - کیونکہ مامور آیت اللہ ہے - (ظالم کے معنے کافر کے یہاں مسیح موعود نے لئے ہیں - دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۱۱ حقیقۃ الوحی)

پھر دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے - والذین کفروا -

وکذبوا بآیاتنا اولٰئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون
کفر اور مکذب کے درمیان خدا نے کوئی فرق نہیں رکھا۔ ہم کون ہیں۔ کہ فرق کریں۔

حضور والا !

بفضل خدا آج سے دس روز قبل ہی میں نے اپنی تحقیق سے ٹھہرا لیا تھا۔ کہ کون حق پر ہیں۔ اور کون غلطی پر۔ لیکن جی میں آیا۔ کہ خوب دعائیں بھی کرنی چاہئیں۔ چنانچہ دعائیں کیگئیں۔

خدا تعالیٰ کا ہزار شکر ہے۔ کہ حق روز روشن کیطرح کھلگیا۔ تین شب تین خواب دیکھے۔

۱۔ دیکھا۔ کہ ایک دریا ہے۔ اور میں مع اپنے متعلقین کشتی پر سوار ہوں۔ اور بہاؤ کی طرف کشتی جا رہی ہے۔ جاتے جاتے ایک ایسی جگہ کشتی پہنچی۔ جہاں سے ایک شاخ دوسری نکلتی ہے۔ اور میری کشتی گرداب میں گر گئی۔ اور قریب تھا۔ کہ اس شاخ کی تیز بہاؤ کشتی کو لیجاتی۔ لیکن میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی کو چیرتے ہوئے کشتی کو کنارے پر لگایا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مشکل آسان کی۔ دوسری شاخ ہلاکی کیطرف لیجانیوالی سے میں نے یہ سمجھا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو خلافت کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔ کشتی کا گرداب میں گرنا ابتلا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اور ساحل مراد کو پہنچا۔ فالحمد للہ۔

۲۔ دوسرا خواب یہ ہے۔ کہ میں ایک شہر میں ہوں اور دریا کے کنارہ سے جا رہا ہوں۔ ایسی جگہ پہنچا۔ کہ ایک طرف تو ایک مکان کی دیوار ہے۔ اور دوسری طرف دریا۔ اور بیچ میں ایک باریک راہ ہے۔ میں ٹھہر گیا۔ ہمت نہیں ہوئی۔ کہ اس باریک راہ سے گذروں۔ واپس چلا آیا۔ راہ میں دو شخص ملے۔ جو شکل و شباہت سے بنگالی ہندو معلوم ہوتے۔ ایک کے ہاتھ میں کتاب تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ ادہر سے جائیے۔ تو منزل مقصود پر پہنچیے گا میرے دل نے گواہی نہ دی۔ کہ میں ادہر سے جاؤں۔ اسی باریک راستہ کیطرف پھر لوٹ آیا۔ راستہ میں ایک پارسا صوفی منش آدمی ملے۔ انہوں نے کہا۔ ادھر ہی سے جاؤ۔ میں نے توکل بخدا وہی باریک راستہ لیا۔ اور صاف نکل گیا۔ فالحمد للہ۔

۳۔ آج رات ایک عجیب و غریب خواب دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص نے مجھے ایک مجلد کتاب لاکر دی ہے معلوم ہوا۔ کہ نایاب قلمی نسخہ ہے۔ بہت خوشخط ہے۔ اور فارسی حروف ہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ بزرگوں کا تذکرہ ہے۔ کتاب کے اخیر حصہ میں ایک صفحہ پر ایک نہایت خوشنما تصویر ہے۔ غور سے دیکھا۔ تو ایک باغ ہے۔ اور ایک درخت کے نیچے حضرت مسیح موعودؑ کھڑے ہیں مگر میں نے تعجب کیا۔ کہ حضرت تو بہت سادہ لباس پہنا کرتے تھے۔ اور یہ لباس فاخرہ آج کیوں پہنے ہوئے ہیں۔ عربوں کا سا لباس تھا۔ ایک پٹکا یا کمربند بھی تھا۔ اس پر ایک نہایت خوشنما جبا زیب تن کئے ہوئے تھے۔ پھر پائجامہ بھی نہایت خوبصورت صافہ بہت ہی عمدہ۔ میں خواب ہی میں حیرت زدہ ہو گیا۔ اور دیر تک محو تماشائے حیرت رہا۔ مگر چہرے کی طرف دیکھتا ہوں۔ تو حضرت مرزا صاحب نہیں ہیں۔ بلکہ

ہمارے **پیارے محمود** ہیں

نہایت نورانی چہرہ۔ اللہ اللہ اس خوبصورتی کا کیا بیان کروں۔ زیادہ غور سے دیکھا۔ تو درخت کی ایک ٹہنی پر ایک چڑیا ہے۔ اسی وقت تفہیم یہ ہوئی۔ کہ روح القدس بشکل کبوتر یا طائر قدس ہے۔ تصویر کے جلی قلم سے کچھ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ یاد نہیں صرف ایک لفظ یاد ہے۔ شاب۔ اور اس وقت میرے ذہن میں یہ بات آئی۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ محمود میں جوان ہو گئے ہیں۔ اور زیادہ غور جو کرتا ہوں۔ تو اس کے نیچے انگریزی سنہری حروف سے دو چار لفظ لکھے ہوئے ہیں۔ حروف تو انگریزی تھے۔ لیکن زبان عبرانی مجھ کو معنے سمجھائے گئے۔ حالانکہ میں عبرانی نہیں جانتا۔

"میری مشیت پوری ہوئی"

میں خواب ہی میں حیران ہو کر کہتا ہوں۔ یہ تو خدا کے الفاظ ہیں۔ یہاں اس تصویر کے نیچے کیوں؟ پھر سمجھ میں آیا۔ میرزا تو خدا سے جاملے ہیں۔ خدا کی مشیت ان ہی کی مشیت ہے۔ اور کیا؟ پھر میں ورق گردانی کر کے پڑھ رہا ہوں۔ اشعار عمدہ عمدہ میں نے پڑھے۔ لیکن افسوس کہ ایک بھی یاد نہیں۔ آنکھ کھل گئی۔ پھر کچھ دیر کے لئے غنودگی کی حالت ہو گئی۔ اور اسی حالت میں چار الہام ہوئے۔ ایک یاد نہیں۔ اور تین یہ ہیں۔

۱۔ "پادشاہی را نشاید پیلتن"
۲۔ "انما ارید الاصلاح لا علو و لا فسادا"
۳۔ ذہن خلافت کو لغو ٹھہرانے والوں کی طرف گیا۔ تو یہ زبان پر جاری ہوا۔

ماقوم الا الوم

"ما تھایا لا" یاد نہیں۔ نہ معلوم کیا مراد ہے۔ پھر دیکھتا ہوں کہ ایک دو منزلہ مکان میں ہوں۔ اور والد صاحب نے چند کاغذات خلافت کے متعلق مجھے دئے۔ اور فرمایا۔ کہ ابھی اس کا ترجمہ کرو۔ مگر میں نے یہ کہا۔ کہ جلدی کیا پڑی ہے۔ پیچھے ہو گا۔ والد صاحب ناراض ہوئے۔ میرے والد صاحب ڈبرو گڈھ آسام میں ہیں۔ مولوی محمد امیر صاحب تین کو نیہ بازار ڈبرو گڈھ) وہ برابر کاغذات اور خطوط مجھ کو بھیجتے ہیں۔ اور مجھ کو ابتلا سے نکالنے کے لئے برابر سے کوشش کر رہے ہیں۔ وہ تو خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے قبل ہی سے یہ فرماتے تھے۔ کہ محمودؑ خلیفۂ ثانی ہو گا۔ اور آپ سے غائبانہ محبت شدید رکھتے تھے۔ اور رکھتے ہیں)

میں نے صبح اٹھ کر ہی سمجھا۔ کہ اب تحقیق بھی ہو گئی۔ خواب بھی دیکھے۔ الہام بھی ہوا۔ اور شرح صدر بھی۔ اب زیادہ دیر کرنا مصلحت نہیں۔ اس لئے فوراً یہ خط لکھا۔ اور مفصل اس لئے لکھا۔ تا کہ بعد از اصلاح اگر الفضل میں چھاپ دیا جاوے۔ تو یہ میری گواہی بھی ہو گی۔ اور ممکن ہے کہ بہتوں کی ہدایت کا موجب بھی ہو گا۔

اب عرض یہ ہے۔ کہ **حضور والا میری** اور میرے متعلقین کی درخواست بیعت قبول کریں۔

امید ہے کہ حضور اپنی خاص دعاؤں میں مجھ کو یاد فرماویں گے حضور کو یاد ہو گا۔ کہ تین برس قبل میں قادیان گیا ہوا تھا اور حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں انجمن انصار اللہ کا ایک ممبر ہوں۔

یہاں یہ بھی قسم بخدا لکھتا ہوں۔ کہ مجھے کوئی خط یا پرچہ آپ کی طرف سے یا کسی دوسرے شخص کی طرف سے قبل از وفات حضرت خلیفۃ المسیح اول نہیں پہنچا۔ جس سے اشارۃً یا کنایۃً یہ پایا جاتا ہو۔ کہ آپ خلافت کے متمنی تھے۔ یہ کہنا سفید جھوٹ بلکہ سیاہ جھوٹ ہے۔ کہ انصار اللہ نے سازش کی تھی۔ واللہ علی ما نقول شہید۔

امید ہے۔ کہ جواب باثواب سے مستفید ہونے کا جلد موقعہ دیں گے۔ کیونکہ جب تک یہ اطلاع نہ ملے کہ حضور نے بیعت قبول کی ہے پریشان رہوں گا۔ فقط

آپ کا ناچیز خادم اور غلام محمد عطاء الرحمن احمدی
ایم۔ اے

پیام کی غلط بیانیاں اور پیامیوں سے حلف کا مطالبہ

پیام ۱۲۔ اپریل میں تین غلط بیانیاں کی ہیں۔ ۱۔ ہمارا عقیدہ دربارہ خلافت وہی ہے۔ جو خلیفۃ المسیح کا تھا۔ ۲۔ شیخ یعقوب علی صاحب سے مسجد مبارک کی چھت پر اسواسطے دوبارہ بیعت لیگئی تھی۔ کہ وہ خلیفہ کو انجمن پر مطاع سمجھتا ہے ۳۔ میر محمد اسحٰق سے بھی دوبارہ بیعت لیگئی تھی۔ اور پھر اسی واسطے ۴۔ شیخ یعقوب علی صاحب وغیرہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے ملکر مخفی جلسے کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ اگر یہ چاروں باتیں سچی ہیں۔ تو حلف مؤکد بعذاب کے نمبر ۲ کے مطابق ہو گی۔ ورنہ افتراء و بہتان سے توبہ کرو۔ کہ آخر خدا کے سامنے جانا ہے۔

بیعت ۱۔ شیخ فضل الٰہی احمدی ہیڈ کلرک خیبر ایجنسی پشاور ۲۔ قاضی اختر علی صاحب سیالکوٹی نے معہ چھ اہل بیعت اور شیخ حسن محمد صاحب سوداگر

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے بتائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ - ۲۸ - سورۃ الحشر بقیہ رکوع ۳

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ میرے خیال میں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی ہے جَبَل- بخیل- متکبر- رئیس قوم- مالدار- اور بڑے آدمی کو بھی کہتے ہیں- اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو کسی بڑے متکبر- اور بخیل انسان پر بھی اتارتے- تو وہ بھی ڈر سے ہمارے سامنے جھک جاتا- اور سب ناپاک تعلقات کو قطع کر دیتا- حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے زبردست انسان کے مسلمان ہونے کا واقعہ اس بات کا مصدق ہے- حضرت عمر اپنے گھر سے اس ارادہ پر نکلے کہ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر کے واپس آؤنگا- راستے میں اپنی بہن کے گھر پر قرآن شریف سنکر ایسا اثر ہوا کہ گردن جھک گئی اور آنسو جاری ہوگئے اور آکر مسلمان ہو گئے جب قرآن اتارنے سے کسی متکبر اور خطرناک انسان کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ خدا کے سامنے جھک جاتا اور دنیا کی ہر ایک چیز کو چھوڑ دیتا ہے- تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارا بہت ہی نیک بندہ ہے جسکو تم بھی صادق- امین اور نیک کہتے ہو- جب اس پر قرآن اتارا- تو کیا یہ کسی قسم کی حرص اور بری خواہش اپنے اندر رکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں- یہ جو کچھ تم کو کہتا ہے بالکل ٹھیک اور تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہے +

اَلْمَلِكُ - حکومت والا- جس کے قبضے میں ہر ایک چیز ہو +

قُدُّوْسٌ- (۱) پاک (۲) برکت والا +

السَّلَامُ - (۱) ہر ایک نقص اور عیب سے پاک (۲) لوگ اس سے محفوظ ہیں یعنی ظالم بادشاہ نہیں بلکہ اس کے ہاں سے سلامتی ہی سلامتی آتی ہے +

الْمُؤْمِنُ- امن دینے والا +

الْمُهَيْمِنُ - (۱) بندوں کے اعمال دیکھ رہا ہے (۲) مخلوق کی محافظت کر رہا ہے ہر ایک تکلیف اور ہر گند کا علاج بھی ساتھ ہی اس کے پیدا کر دیا ہے- یہ نظارہ پہاڑ پر دیکھنے کے قابل ہوتا ہے- ایک بچھو بوٹی ہوتی ہے جہاں وہ لگ جائے کھجلی شروع ہو جاتی ہے لیکن ساتھ ہی اس کے پالک کا پودا ہوتا ہے جس کا پانی لگانے سے فوراً آرام آجاتا ہے- جہاں یہ بوٹی ہوتی ہے وہاں ضرور اس کے قریب ہی پالک کا پودا بھی ہوتا ہے صوفیا تو بہت دور تک چلے گئے ہیں- وہ کہتے ہیں کہ کل بیماریوں کی دوا انسان کے جسم میں ہی موجود ہے- اس پر انھوں نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں +

جَبَّارٌ- (۱) دوسرے کو ذلیل کر کے خود معزز بننے والا- (۲) مصلح - بندوں کی نسبت پہلے معنی ہی استعمال ہوتے ہیں- کیونکہ انسان اسی وقت معزز سمجھا جا سکتا ہے جبکہ دوسروں کا درجہ لے کر اپنے قبضے میں کرے- لیکن خدا کو اسکی ضرورت نہیں- اگر ہم اسکی تعریف کریں گے- تو اس کی عزت بڑھ نہیں جائے گی- اور نہ کرینگے تو کمی واقعہ نہیں ہوگی +

اَلْمُتَكَبِّرُ- (۱) بڑائی والا- (۲) اتنا بڑا کہ کوئی عیب اسمیں پیدا نہیں ہو سکتا +

اَلْبَارِئُ - (۱) تراشش خراش کرنے والا- (۲) درست کرنے والا +

الْمُصَوِّرُ- شکل بنانے والا +

لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى- خدا کے واسطے ہی سب اچھے نام ہیں- یہ ایک ایسی آیت ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کا کوئی مذہب اپنی کتاب سے پیش نہیں کر سکتا- سب مذاہب نے کسی نہ کسی کمزوری کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے- ایک اسلام ہی ہے جس نے اس کو ہر طرح سے پاک مانا ہے- عیسائی کہتے ہیں کہ ہم رحم کر سکتے ہیں- لیکن خدا کسی پر رحم کرنے کی طاقت نہیں رکھتا- اسی وجہ سے اس نے اپنے بیٹے کو لوگوں کے گناہوں کے بدلے ہلاک کیا- آریہ کہتے ہیں کہ ہم خود بخود ہیں خدا مادہ اور روح کا خالق نہیں- اس طرح گویا وہ خدا تعالیٰ کو ظالم کہتے ہیں کہ زبردستی ان پر حکومت کر رہا ہے (۲) خدا کو ظالم ٹھہراتے ہیں کہ وہ کسی کے گناہ نہیں بخش سکتا- اور نجات نہیں دے سکتا- اگر لوگ نجات حاصل بھی کر لیں- تو بھی ضرور ایک آدھ گناہ رکھ ہی لیتا ہے اور دوسری جون میں بھیج دیتا ہے- اگر ایسا نہ کرے- تو کیا وہ بیکار بیٹھا رہے- سناتنی بیچارے خود پتھر تراش کر اس کے آگے سجدہ کرتے ہیں- بنارس میں بت بنے ہوئے دیکھکر مجھے خیال آیا- کہ ان بتوں کی نسبت یہ بت گر زیادہ قابل تعظیم ہونے چاہئیں- کیونکہ یہ تو خدا کو بناتے ہیں +

يُسَبِّحُ- پہلے سَبَّحَ فرمایا تھا- اسکے معنے ہر ایک چیز نے اللہ کا پاک ہونا ثابت کیا اس کے بعد فرمایا يُسَبِّحُ- اسکے معنے ہر ایک چیز تسبیح کرتی ہے اور کرتی رہے گی +

پارہ ۲۸- سورۃ ممتحنہ رکوع اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ- غیرت مند انسان کبھی پسند نہیں کرتا- کہ اسکے سامنے اور اسکی موجودگی میں اس کے ملازم یا نوکر سے مدد مانگی جاوے- اگر بادشاہ کی مجلس میں ایک آدمی چپڑاسی کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جائے اور اپنے قصور کی عذر خواہی کرنے لگے- تو بادشاہ ہرگز پسند نہیں کرے گا- اور وہ بجائے فائدہ کے نقصان اٹھائے گا- جب انسان ایسا پسند نہیں کرتا- تو خداوند تعالےٰ ان لوگوں کو کیوں پسند کرنے لگا- جو اس پر بھروسہ نہ کرتے ہوئے اسکے منکروں سے دوستی رکھتے ہیں- پہلی سورۃ میں یہود اور منافقوں سے سلوک اور تعلق کے متعلق احکام بیان فرمائے ہیں- اور اس سورۃ میں کفار کی نسبت فرماتا ہے +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ- انسان اپنے دوستوں کے مذہب پر ہوتا ہے- یعنی جن خیالات کے اس کے دوست ہوتے ہیں- وہی اس کے بھی ہوتے ہیں- اگر کسی کا مذہب معلوم کرنا ہو- تو اس کے دوستوں کو دیکھ لینا چاہیئے جو لوگ آپس میں دوستی رکھتے ہیں- ضرور ان میں کوئی نہ کوئی مناسبت ہوتی ہے- ابن عربی لکھتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جا رہا تھا- دیکھا کہ ایک کوا اور کبوتر اکٹھے بیٹھے ہیں- میں نے تعجب کیا کہ انکی آپس میں کیا مناسبت ہے جو اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں- آخر میں اس بات کے دریافت کرنے کے لئے وہیں بیٹھ گیا- تھوڑی دیر کے بعد جب وہ چلنے لگے تو معلوم ہوا کہ دونوں لنگڑے تھے +
جو شخص مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی رکھتا ہے اس میں ضرور کوئی ایسی رگ یا تعلق

ہوتا ہے جوان سے مناسبت رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کی طرف جھکتا ہے اور پھر پھر اگر اس کا دل ان سے محبت کرنے کو چاہتا ہے۔ وہ مومن اور کافر کی دوستی میں فرق نہیں کر سکتا +

تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ - اس کے دو معنی ہیں (۱) تم انکی طرف محبت ڈالتے ہو یعنی محبت کرتے ہو (۲) تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو۔ نبی کریمؐ نے جب مکہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ تو ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعہ نے اس غرض کے لئے کہ اس کے رشتہ دار وغیرہ بچ جائیں۔ ایک عورت کی معرفت خط بھیجا تھا۔ کہ مکہ پر حملہ ہونے والا ہے۔ نبی کریم کو اس کی اللہ تعالیٰ نے خبر دیدی۔ حضرت علیؓ اور چند صحابہ کو بھیجا کہ روضہ خاخ جاؤ۔ وہاں ایک عورت ہوگی اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ آپ گئے اور اس عورت نے پہلے انکار کیا گر آخر خط دیدیا آپ نے اس صحابی سے پوچھا کہ یہ کیا کیا اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ شرارت سے نہیں کیا بلکہ اس خیال سے کہ حضور کو فتح تو ضرور ہوگی میرے اس خط سے میرے عیال بچ جائیں گے آپ نے فرمایا سچ کہتا ہے چھوڑ دو +

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ - اگر وہ تم پر قابو پالیں۔ یا فتح پالیں۔ تو وہ تمہارے ساتھ دشمنی يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً ہی کریں۔ اگرچہ تم ان سے محبت کا اظہار کرتے ہو +

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ انکی تو ہر وقت یہی خواہش رہتی ہے۔ کہ تم کو دین سے پھیر کر کافر بنالیں۔ کیا لطیف بات بیان فرمائی ہے۔ اور کیسی عمدہ حجت ہے۔ کہ یہ تو چاہتے ہیں کہ تم کو کافر بنالیں۔ تو کیا تم ان سے دوستی رکھو گے۔ اگر ایک آدمی سفر کر رہا ہو اور اس کو معلوم ہو جائے کہ میرا ساتھی لٹیرا ہے۔ تو کبھی اسکے ساتھ نہیں رہتا۔ جب مال کے لئے اتنی احتیاط کی جاتی ہے۔ تو کیا تم کو ایمان کی فکر نہیں ہے۔ جو کافروں سے دوستی رکھتے ہو۔ ایک انسان کہہ سکتا ہے کہ اس لئے ان سے محبت رکھتا ہوں کہ وہ میرے رشتہ دار ہیں۔ اسپر فرماتا ہے لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ دیکھو اگر دنیا میں کسی کو جنون ہو جائے یا تو لنج ہو جائے۔ تو رشتہ دار اسکی کیا مدد کر سکتے ہیں جب دنیا میں کچھ نہیں کر سکتے تو قیامت کے دن وہ کیا نفع دیں گے۔ وہاں تو اپنے اپنے اعمال ہی کام آئینگے۔ رشتہ داریاں اسی وقت تک مفید ہو سکتی ہیں۔ جبکہ خدا کی رضا مندی کے ماتحت ہوں۔ ورنہ ان سے کسی قسم کی نفع کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے +

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ - فرمایا حضرت ابراہیم میں تمہارے لئے اقتدا تھی۔ اور تمہارے واسطے اعلیٰ درجہ کی نظیر تھی۔ کہ اس نے کس صفائی سے اپنی قوم کو کہدیا تھا کہ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ ۔ ہم تم سے بیزار ہیں۔ بَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اسوقت تک بغض اور عداوت ہے جب تک کہ تم اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خدا سے خاص تعلق تھا۔ کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کو کہدیا۔ جب خدا تعالیٰ کا کوئی ہو جائے اور اسپر اس کو پورا بھروسہ ہو تو کبھی کسی سے نقصان نہیں اُٹھا سکتا +

+ حضرت خلیفۃ المسیح (خدا کے ہزار ہزار صلوٰۃ اور درود ان پر ہوں) جن دنوں کتاب نور الدین لکھ رہے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی شخص نے کہا کہ مولوی صاحب نے حضرت ابراہیم کے آگ میں ڈالے جانے کو لڑائی کی آگ لکھا ہے آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اور فرمایا کہ مولوی کو جا کر کہدو۔ کہ وہ لکھ دیں۔ کہ آئے کوئی مجھے آگ میں ڈالکر دیکھ لے۔ میرا مولیٰ مجھے کس طرح نکالتا ہے۔ اس کو خدا پر ایمان اور بھروسہ کہتے ہیں۔ خدا سے تعلق رکھنے والوں کی تو بات ہی الگ ہے۔ خدا والے انسانوں سے تعلق رکھنے والے بھی کبھی دنیا میں ذلیل نہیں ہوتے۔ اس زمانہ میں جو لوگ کہتے ہیں کہ غیر احمدی ہم کو تکلیفیں دیں گے۔ ہماری مدد نہیں کریں گے۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر ہمارا تعلق خدا اور اس کے رسول اور اس کے مسیح موعود کے ساتھ ہے تو کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ خدا ہماری خود مدد کرے گا +

اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ - بعض مفسرین نے اسکے یہ معنے کئے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کی ہر بات قابل اقتدا تھی (قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ) مگر یہ قول نہیں +

چونکہ حضرت ابراہیم ایک نہایت عظیم الشان انسان اور بارگاہِ ایزدی کے خاص مقربوں میں سے ہے اس لئے میرے نزدیک تو یہ معنے اچھے ہیں کہ ابراہیم کی ہر بات قابل اقتدا ہے ہاں انکی ایک یہ بات بھی ہے زندوں کے لئے جو کہ کافر ہوں۔ دُعا جائز ہے۔ جب تک خاص طور پر منع نہ کیا جائے +

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دُعا فرمائی ہے۔ کہ لے میرے اللہ جب ہم نے کفار کو چھوڑ دیا۔ اور ان سے قطع تعلق کر لیا۔ تو ہم کو ان کے لئے فتنہ نہ بنانا +

وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا - پھر فرمایا کہ خدا تو فتنہ نہیں بناتا۔ فتنہ تو ہمارے گناہوں ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے کہا کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو بخش دینا +

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ رجا۔ خوف اور امید دونوں کو کہتے ہیں۔ یہاں خوف کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باوجود ابراہیم کی نظیر کے کہ ہم نے اس کو کس طرح کامیاب کیا۔ جو پھر جاتا ہے اور اللہ پر بھروسہ نہیں رکھتا۔ تو خدا کو بھی اسکی کوئی پرواہ نہیں۔ اس کو کسی کی تعریف کی ضرورت نہیں۔ وہ جب انسان نہ تھے تب بھی حمید ہی تھا۔ اس رکوع کو خوب یاد رکھو خداوند تعالیٰ ترقی کا ایک ہی ذریعہ بیان فرماتا ہے۔ کہ خدا کے۔ رسول کے۔ ماموین کے دشمنوں کے ساتھ ہرگز دوستی نہ رکھو۔ اور دین کے معاملہ میں کسی رشتے ماں۔ باپ۔ بھائی بیٹے بیوی اور دوستوں کو چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دو۔ اور ہرگز انکی پرواہ نہ کرو۔ صحابہ کو اسی وجہ سے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کا خطاب ملا تھا۔ ہر ایک سے تعلقات کے چھوڑ دینے کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کریم مسلمانوں کو وحشت کی تعلیم دیتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ایسی دلی دوستی اور تعلقات جو دین میں رکاوٹ ہوں۔ وہ نہیں رکھنے چاہئیں۔ یوں تو ماں کی باپ کی عزت اور خدمت و دیگر رشتہ داروں سے سلوک کرنے سے اسلام منع نہیں کرتا +

رکوع دوم

۱۳-اپریل ۱۹۱۴ء

پہلے رکوع میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کفار سے دوستانہ تعلقات نہ رکھو۔ جسکی وجہ یہ بیان فرمائی کہ (۱) ان سے تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ جبکہ وہ خود گمراہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

جو امیر المومنین حضرۃ خلیفۃ المسیح والمہدی ؑ نے ۱۰ - اپریل ۱۹۱۴ء کو دیا۔

آپ نے سورۃ بقرہ رکوع سوئم کی آخری دو آیتیں پڑھ کر فرمایا۔

پیچھے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلعم کے مخالفین پر حجت قائم کی ہے اور بتلایا ہے کہ کیوں نبی کے آنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور کس طرح اللہ تعالیٰ کے کلام کے بغیر نجات نہیں مل سکتی۔

ماننے اور نہ ماننے والوں کا انجام پھر کلام الٰہی کے مخالفین کی نسبت بتلایا ہے کہ وہ دُکھ کے عذاب میں ڈالے جاوینگے اور تم دیکھ لوگے کہ وہ کس طرح تباہ اور برباد ہوتے ہیں اور کلام الٰہی کو ماننے والے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کریں گے اور وہ مظفر و منصور ہونگے اور وہ فتوحات حاصل کریں گے۔

پھر ایک بات ہوتی ہے جو صرف عقل ہی عقل ہوتا ہے۔ اور ایک واقعہ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ یہ بات صرف عقلاً ہی نہیں۔ بلکہ واقعہ بھی ایسا ہی ہے۔

اعتراض ہونے ضروری ہیں پھر بتلایا کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب کوئی نشان آتا ہے تو مومن فوراً سمجھ جاتے ہیں اور مان لیتے ہیں۔ لیکن شریر اور بدبخت انسان ہمیشہ اعتراض ہی کرتے رہجاتے ہیں۔

کنتم امواتا فاحیاکم اب یہاں ایک اور بات بتلائی کہ ایسا اس زمانے میں نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ ہمیش سے ایسا ہوتا آیا ہے اور یہ سنت اللہ ہے۔ کہ اس نے پہلے جب تم ..... مُردہ تھے تو اُس نے تم کو کھڑا کیا۔ پھر جب تم میں قابلیت نہ رہیگی تو تم کو ہلاک کردیگا۔ اور تمہاری بجائے اور لوگوں کو کھڑا کردے گا اسی طرح پھر اُن کو مار کر اور دوسروں کو اُن کی جگہ کھڑا کر دیگا۔

پچھلی آیات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بالکل منکر نہ تھے۔ بلکہ وہ بجائے ایک اِلٰہ کے کئی ایک معبودوں کو مانتے تھے ٭

کسی ایک اللہ تعالیٰ کی صفت کا انکار اللہ کا انکار ہے اور ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی کسی صفت کا جھٹلانا گویا اللہ تعالےٰ کا جھٹلانا ہے۔ ذکر تو اس بات کا تھا۔ کہ نبی کو مان لو ورنہ تم سُکھ نہ پاؤگے تمھیں دُکھ ہوگا لیکن یہاں کیف تکفرون باللہ۔ فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نبی کا انکار خدا کا ہی انکار ہے۔ کیونکہ نبی ہی کے ذریعے خدا کی توحید قائم ہوتی ہے۔ چنانچہ اس زمانے میں بھی ایک انسان دُنیا میں آیا۔ جس نے قرآن کریم کی صداقت ثابت کردی۔ اگر مسیح موعود علیہ السلام تشریف نہ لاتا تو قرآن کی صداقت ظاہر نہ ہوتی۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ لو کان الایمان بالثریا لنالہ رجل من اھل فارس۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان ایک زمانہ میں دُنیا سے اُٹھ جاویگا۔ اور اُسے ایک آدمی اہل فارس میں سے دوبارہ لاوے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلعم کی سچائی ظاہر ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرۃ مسیح موعود کو فرمایا ہے۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔ کہ تیرے ہی ذریعہ میری توحید و تفرید ثابت ہوئی پھر ایک جگہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو یا شمس یا قمر کہا ہے یا شمس اس لیے فرمایا۔ کہ تیرے آنے سے ہی خدا تعالےٰ ظاہر ہوا۔ اور قمر اس لیے کہ یہ سب روشنی اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی ہے اور اُس کی ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو آپ بھی نہ ہوتے

انبیاء کے آنے کی غرض پس انبیاء کی آمد ایمان کو درست کرتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو اور پہلے نبیوں کو دوبارہ منواتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے منکرین نبوت کا نام تکفرون باللہ رکھا ہے۔ وکنتم امواتا۔ حالانکہ تم میں بارہا ایسے آدمی آتے رہے کہ تم مُردہ تھے اور اُنھوں نے تم کو زندہ کیا۔

ہر زمانہ میں الہام کا انکار ہوا یہ ایک عجیب بات ہے کہ دُنیا میں جب کبھی بھی کوئی نبی آیا۔ تو اُس کے وفات کے بعد لوگوں نے الہام کا انکار کردیا۔ کہ اب الہام کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ اور اب کسی پر الہام نہیں ہوسکتا۔ اور نہ کوئی نبی اب آسکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے تو اُن کے بعد بھی ایسا ہی ہوا۔ کہ یہود نے پھر الہام سے انکار کردیا۔ اور الہام کے دروازہ کو مسدود ہی سمجھا۔ اور اسی طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور ایسا ہی نبی کریم صلعم کے وقت کے بعد ہوا۔ نبیوں کی وفات کے بعد جب الہام کا سلسلہ بند ہوجاتا ہے تو پھر لوگ الہام سے ہی منکر ہوجاتے ہیں۔ اور لوگوں کے دلوں سے تقوےٰ و طہارت اُٹھ جاتے ہیں۔

ثم الیہ ترجعون۔ یہاں دو زمانوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (۱) عرب مُردہ تھے تو اُن کی طرف نبی کریم صلعم آئے اور وہ آپ کے وقت میں زندہ ہوگئے۔ پھر ایک ایسا دن آیا۔ کہ تم پہلوں کی طرح سچائی سے دُور تھے۔ اور مُردہ تھے تو تمہاری طرف بھی ایک نبی آیا۔ ایسا ہی خدا تعالےٰ تم کو جب کہ تم بے دین ہوجاؤگے۔ تو دوبارہ تمھیں زندہ کریگا۔

تمام اشیاء انسان کے نفع کے لیے ہیں اب فرماتا ہے ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ دُنیا کی تمام چیزیں تمہارے لیئے پیدا کیں۔ لکم کے معنے ہیں تمہارے فائدہ کے لیے۔ تاکہ تم کو اس سے نفع پہنچے اس میں ایک حجت قائم کی ہے ٭ ایک انسان اگر کسی عبث کام کے لیے محنت کرے جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ تو وہ انسان دانا نہیں بلکہ نادان ہوا کرتا ہے۔ تو فرمایا۔ کہ ہم نے تمام چیزیں تمہارے نفع رسانی کے لیے پیدا کی ہیں۔ کوئی چیز دُنیا میں ایسی نہیں ہے جو انسان کے لیے نفع رساں نہ ہو۔ زمین میں ہر ایک قسم کے فوائد ہیں۔ اور ہر ایک چیز میں فوائد ہیں۔ پانی۔ نباتات۔ جمادات وغیرہ تمام اشیاء ان میں سے کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو فائدہ نہ دینے والی ہو۔ جتنے جتنے معلومات بڑھ رہے ہیں۔ اُتنا ہی معلوم ہورہا ہے۔ کہ کوئی چیز ناکارہ نہیں ہے۔ کوئی ادنےٰ سے ادنےٰ چیز بھی لے لو وہ بھی ناکارہ نہ ہوگی۔ درختوں کی چھال ہی لے لو۔ اس سے ہی کتنے فوائد حاصل ہوتے ہیں منجملہ ان کے۔ اس سے کاغذ بنتے ہیں اور اس کے کپڑے بھی بنتے ہیں۔ شہروں کے لوگ جانتے ہیں کہ پاخانہ سے کتنے فائدے ہوتے ہیں۔ کسان اس سے کتنا فائدہ حاصل کرتے ہیں پہلے لوگ تو اسے یونہی باہر پھینک دیا کرتے تھے۔ تو جتنا جتنا علوم ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ اُتنا ہی ہر ایک چیز کے فوائد معلوم ہوتے جارہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اتنے سامان جو پیدا کیے گئے ہیں۔ کیا یہ سب عبث ہی بنائے ہیں۔!

اگر اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی نہ ہوتی تھی۔ اور اس کا نتیجہ صرف یہی تھا۔ کہ اس دُنیا میں انسان چند سالوں تک رہے۔ پھر مر کر خاک ہوجاوے۔ اور پھر اُسے دوبارہ اپنی جزاء سزاء کے لیے نہ اُٹھنا ہو۔ اور اس زندگی کے بعد پھر کوئی دوسری زندگی نہ ہو۔ تو پھر یہ سامان عبث جاتا۔ پھر فرمایا کہ صرف زمین ہی نہیں بنائی۔ بلکہ سات بلندیاں بھی ہیں۔ ایک تو ہر ایک ستارے کا علحدہ علحدہ مرکز ایک الگ سماء بنجاتا ہے سورج۔ چاند۔ ستارے وغیرہ۔ صوفیاء نے تو پھر اس کی اور ہی تعریف کی ہے۔ وہ سبع سموات کچھ اور ہی بتلاتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ ایک سماء وہ جو ہمارے اُوپر ہے۔ ایک وہ جو خواب میں دکھائی دیتا ہے۔ ایک ملاء اعلےٰ کا...... ایک حشر کا۔ ایک قبر کا۔ پھر دوزخ اور جنّت کا۔ یہ الگ الگ سماء ہیں۔ پھر سات آسماں۔ سات بُلندیاں ہیں۔ ہر رُوحانی ترقی کے بھی سات درجے ہیں۔ اور جسمانی ترقی کے بھی سات درجے ہیں۔ سورۃ مومنون میں اس کا ذکر ہے۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں حضرت مسیح موعود نے اُس کو خوب کھول کر لکھا ہے

اور ایسی تغیر کی ہے کہ اُسے پڑھکر انسان کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے وھو بکل شیئ علیم اسے ہر ایک چیز کا علم ہے۔ وُہ عالم ہے۔ یہ جو کچھُ اس نے بنایا ہے عبث نہیں بنایا۔ وُہ تو عالم ہے اور علماء تو لغو اور عبث کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہو کر ایسے کام کرے گا۔

اگلے رکوع میں مثالیں دے کر سمجھایا ہے

اللہ تعالےٰ ہمیں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے۔ دوبارہ زندہ کرے

. . . .

ایک صحابی تھا۔ وُہ لڑائی میں بڑے زور سے جنگ کر رہا تھا۔ اور دشمن کا بڑی دلیری سے مقابلہ کر رہا تھا۔ اس کی نسبت نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ یہ جہنمی ہے۔ تو بعض صحابہ کو یہ بہت بُرا معلوم ہوُا۔ کہ ایک بیچارہ اتنی سختی سے دشمن کا مقابلہ کر رہا ہے۔ مگر آپ اسے جہنمی کہہ رہے ہیں۔ پھر بعض نے آپ کو عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا نہیں یہ ضرور جہنمی ہے۔ تو اس خیال سے کہ کسی کے ایمان میں خلل نہ آجاوے ایک صحابی اس کے ساتھ لگ گیا۔ اور جدھر وُہ جاتا وُہ بھی اُسکے ساتھ ہی ہوتا۔ آخر کار اُسے ایک زخم لگا۔ جس کے درد کو برداشت نہ کر سکا۔ تو اُس نے تلوار کو زمین پر ٹیک کر اور اُسکے اوپر اپنا پیٹ رکھکر دبایا۔ اور خودکشی کر لی۔ تب وُہ صحابی واپس آیا اور اس نے نبی کریم صلعم کے حضور آکر عرض کیا۔ اور بتلایا کہ اس نے اس طرح خودکشی کر لی ہو۔ ایسا ہی بعض لوگ بظاہر تو نیک معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل وُہ شقی ہوتے ہیں۔ اور اُن کا انجام بُرا ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ بظاہر بُرے معلوم ہوتے ہیں لیکن وُہ آخر کار نیک ہوتے ہیں۔ اس لیے انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ دُعاؤں میں لگا رہے۔ اور کبھی سُستی سے کام نہ لے۔ جس کو خدا تعالیٰ صداقت دیتا ہے وُہ گمراہ نہیں ہوتا۔ بعض بڑے بڑے گندوں میں رہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُنکو بچا لیتا ہے۔ اور بعض بڑی بڑی عمدہ صحبتوں میں رہ کر بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے انسان کو اللہ تعالےٰ کے حضور گرے رہنا چاہیئے۔ ہمارا مرنا اور جینا اللہ کے لیے ہو۔ اور ہمارا سب کچھ اُسی کے لیے ہو

دوسرے اخباروں کی آراء

(۱)

(۱) اگر بغیر احمدی ہوئے بانی سلسلہ احمدی کو مسیح و مہدی موعود یقین کیے بغیر بھی ایک مسلمان اسلام سے بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔ اور جنت کا وارث ہو سکتا ہے تو پھر احمدی سلسلہ میں داخل ہونے اور مسیح و مہدی قادیانی پر ایمان لانے کی ضرورت ہی کیا باقی رہتی ہے بلکہ اس مفت کی دردسری سے حاصل ہی کیا ہے۔

(۲) اب اگر احمدی اپنے آپ کو صراط مستقیم پر سمجھتے ہیں تو ضرور ہو کہ غیر احمدی مسلمان احمدیوں کی طرح صراط مستقیم پر نہ ہوں کیونکہ یہ محال قطعی ہے کہ دونوں صراط مستقیم ہوں۔ اگر دونوں ہی صراط مستقیم پر ہوں تو پھر احمدی اور غیر احمدی کیسا۔ اور حد فاصل صراط مستقیم کی ہی ہو سکتی ہے اور اب باقی رہی منافقانہ روش کہ غیر احمدیوں کو بھی خواہ مخواہ کامل اسلام میں داخل سمجھا جائے تو یہ احمدیوں کی جماعت منحرف خلافت ثانی کی مرضی۔

بظاہر جائز مدعی خلافت ثانی تین قسم کی فوقیت اپنی جماعت کے دیگر مدعیانِ خلافت پر رکھتا ہے۔ اوّل۔ احمدی جماعت اس کا پرہیزگار ہونا بلا استثناء تسلیم کرتی ہے۔ دوئم اُس کا حاجی حرمین شریفین ہونا محتاج ثبوت نہیں۔ سوئم اس کا مسیح موعود کا فرزند دلبند ہونا۔ بلکہ اس کی ولادت پر مرزا صاحب کا یہ الہام اس کی اس خصوصیت کو اور بھی بڑھاتا ہے۔ "کان اللہ نزل من السماء" اور حال یہ ہے کہ دیگر مدعیان خلافت مؤخر الذکر ہر دو خصوصیات سے معرا ہیں۔ باقی رہا فتوےٰ تکفیر۔ (وطن)

(۲)

(۱) ابھی کل کا واقعہ ہے۔ کہ قادیانی اخبار لکھا کرتے تھے۔ کہ ہم ہی اہل سنت والجماعت ہیں۔ کیونکہ ہماری جماعت ایک امام کے ماتحت ہے سچ تو یہ ہے کہ ہم بھی اُن کے اس دعوےٰ کی قدر بلکہ غبطہ کرتے تھے۔

(۲) ہماری رائے مسئلہ خلافت کے متعلق یہ ہے کہ قوم کا امیر ہونا ضروری ہے۔ جس قدر قانون اجازت دے۔ اُسی قدر میں امیر انتظام کا مجاز ہو۔ اسکا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ امیر اہم معاملات میں مقطع بحث ہوُا کرتا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے انتقال کے بعد باوجود صدر انجمن احمدیہ کے مولوی نورالدین صاحب کا انتخاب اسی اصُول سے ہوُا تھا۔

رہا مسئلہ تکفیر مسلماناں سو یہ بھی کوئی معقول وجہ نہیں مولوی نورالدین صاحب کا فتویٰ ۲۸۔ فروری ۱۹۱۴ء کے الحکم میں چھپا تھا جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ مرزا صاحب کا انکار کرنا ایسا ہے جیسا کسی سابقہ نبی کا انکار کرنا۔ اس دعوے پر آیت قرآنی لا نفرق بین احد من رسلہ لکھی تھی۔ اُس وقت کسی نے بھی اس فتویٰ کا مقابلہ نہ کیا۔ نہ اُس کو غلط کہا۔ مگر اب اس عذر میں میاں محمود کی خلافت سے انکار کیا جاتا ہے۔ تو تعجب سے خالی نہیں۔

رہا مسئلہ کا اختلاف سو یہ بھی کوئی معقول بات نہیں خلیفہ اور ماتحتوں کا اختلاف خلافت راشدہ میں بھی ہوتا تھا حضرۃ ابو ذر رضی اللہ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ باوجود زکوٰۃ دینے کے مال جمع کرنے والوں کو کافر کہتے تھے۔ حالانکہ تمام صحابہ خصوصًا خلفاء اُن کے خلاف تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہُ کے سامنے اُن کی سخت لڑائی ہوئی۔ آخر کار خلیفہ نے اُن کو شہر سے باہر چلے جانے کا حکم دیا۔ تو وہ باہر دیہات میں چلے گئے مگر اپنا مذہب نہیں چھوڑا۔ اس قسم کی صدہا مثالیں ملتی ہیں۔ (اہلحدیث امرتسر)

(۳)

اوّل خلافت جو بعد وفات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جو خلافت خلفائے راشدین کی قائم ہوئی اُس کو جمہور اسلام نے از مشرق تا مغرب و از جنوب تا شمال باستثنائے فرقہ شیعہ کے تسلیم کر لیا ہے۔ جس کے واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں۔ یعنے جسوقت کہ وفات جناب رسول مقبول علیہ السّلام کی واقعہ ہوئی تو مجمعہ انصار اور مہاجرین نے بزعم خود کفن اور دفن رسُول مقبول سے مومنین اور مُسلمین کے لیے خلیفہ اور نائب رسُول کا منتخب کرنا مقدّم سمجھا۔ اور یہی سمجھ کر ایک قلیل مجمعہ مہاجرین اور انصار کا سقیفہ بنی ساعدا میں بغرض انتخاب جانشین رسُول مقبول کے مجتمع ہوُا۔ اور اُس میں سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دست حضرت ابوبکر صدیق پر بیعت کر کے اعلان نیابت رسُول مقبول صلّعم کا فرما دیا۔ بعد بیعت حضرت عمر رضی اللہ عنہُ کے اُس مجمع قلیل انصار مجاہدین نے دست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بیعت کی جس کا نام خلافت جمہُوری رکھا گیا۔ بالآخر تمام دُنیا کے مُسلمانوں نے اُس کو تسلیم بھی کر لیا۔

پس جب خلافت راشدہ کی ابتدائی تاریخ اسلام میں اسی طرح ظاہر کی جاتی ہے۔ لہذا باتباع خلافت خلفائے راشدین صاحبزادہ محمُود احمدؐ صاحب کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ گویا سنتِ خلافت خلفائے راشدین کا تقلید کرنا ہوگا۔ پس بوجوہ مندرجہ بالا ماسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے کا صاحبزادہ مرزا صاحب مرحوم کی اس بیعت گروہ احمدی سے مخالفت کرنا بقول شخصے تیشہ بر پائے خود زدن کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ لہذا اب مخالفت بے سوُد ہے ۔ (مشیر روزگار آگرہ)

اطلاعیں :۔ شملہ کی جماعت نے بیعت کر لی۔ اور کھاریاں کی جماعت نے مع مفصّلات کے جو چھ سو سے زیادہ ہیں بیعت کر لی ۔

اطلاع۔ جن صاحبوں کا چندہ ختم ہو گیا ہے۔ اُن کے نام وی۔ پی آتے ہیں۔ وصول فرما کر مشکور فرمائیں ۔

ہمارے لوکل خریداروں میں سے جو طلبا ء باہر جانے والے ہیں وہ اپنے صحیح پتہ سے اطلاع دیتے جائیں۔ تاکہ اُنکے نام اس پتہ پر پرچہ بھیجا جایا کرے ۔